فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا دین اسلام سے منحرف ہونے والے کو ''بیوقوف'' یا اس جیسے الفاظ کہے جاسکتے ہیں؟

جواب: اسلام یا اس کی مبادیات پر اعتراض کرنے والوں یا انکار کرنے والوں کے لیے عمومی طور پر ''بیوقوف'' جیسے الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں، کتاب وسنت کے عمومی دلائل اس پر شاہد ہیں۔

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ﴾ (البقرة : ۱۳۰)

''ابراہیم کے دین سے بے رغبتی وہی اختیار کرسکتا ہے، جس نے خود کو بیوقوف بنالیا ہو۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُونَ﴾ (البقرة : ۱۳)

''جب انہیں (منافقین کو) کہا جاتا ہے کہ لوگوں (صحابہ) کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ، تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں،

خبر دار بلاشبہ یہی لوگ بیوقوف ہیں، مگر نہیں جانتے۔''

اس کے علاوہ قرآن کریم میں اسلام کے منحرفین کو''گدھے'' اور''کتے'' کے ساتھ بھی تشبیہ دی گئی ہے۔

مگر داعی کو چاہیے کہ وہ حکمت کے تحت ان الفاظ کا استعمال کرے، یہ نہ ہو کہ اپنے سخت الفاظ سے دعوت کو نقصان پہنچا دے۔

(سوال): جو شخص دین اسلام یا مسلمانوں کو رجعت پسند اور قدامت پسند کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ واضح الحاد ہے، دین سے انحراف ہے، نیز دین کی اہانت اور تحقیر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خالق ہے اور ان کی قیامت تک کی ضرورتوں کو جانتا ہے، اس نے کامل حکمت کے تحت دین اسلام کی تعلیمات کو مکمل کر دیا ہے، دین کے ہر معاملہ میں تنصیصاً و تعلیلاً راہنمائی فرما دی ہے۔ اسلام کے احکامات دائمی اور عالمگیر ہیں، اسلام کسی زمانے یا علاقے کے ساتھ خاص نہیں ہے، یہ آخری دین ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل فرمائی ہے۔ دین کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے، خواہ وہ حکمت بندوں کو سمجھ آئے یا نہ آئے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (النّور : ٦٣)

''حکم رسول کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈر جانا چاہیے کہ ان پر کوئی بڑا فتنہ یا دردناک عذاب آ جائے۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (٧٧٤ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ﴾ أَيْ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ سَبِيْلُهٗ وَمِنْهَاجُهٗ وَطَرِيقَتُهٗ وَسُنَّتُهٗ وَشَرِيعَتُهٗ، فَتُوزَنُ الْأَقْوَالُ وَالْأَعْمَالُ بِأَقْوَالِهٖ وَأَعْمَالِهٖ، فَمَا وَافَقَ ذٰلِكَ قُبِلَ، وَمَا خَالَفَهٗ فَهُوَ مَرْدُودٌ عَلٰى قَائِلِهٖ وَفَاعِلِهٖ، كَائِنًا مَّا كَانَ .

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ﴾(النّور : ٦٣) ''حکم رسول کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔'' یہاں مراد رسول ﷺ ہیں اور آپ کے امر سے مراد آپ کا راستہ، منہج، طریقہ اور شریعت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال ہی میزان ہیں، جو قول وفعل آپ کے موافق ہو، قبول کیا جائے گا اور جو خلاف ہو، وہ اس کے قائل وفاعل پر لوٹا دیا جائے گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔''(تفسير ابن كثير : ٩٠/٦)

❀ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ؛ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ .

''یقیناً میں آپ کو جادۂ مستقیم پر چھوڑ کر جا رہا ہوں، جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، میرے بعد اس سے روگردانی صرف وہی کرے گا، جس کے مقدر میں ہلاکت لکھی ہو گی۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٢٦/٤، سنن ابن ماجه : ٤٣، السّنة لابن أبي عاصم : ٤٨، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ٩٦/١، وسندهٗ حسنٌ)

۞ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(التّرغيب والتّرهيب : ٤٦/١)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاجِبُ الْإِتِّبَاعِ فَهِمْنَا مَعْنَاهُ أَوْ لَمْ نَفْهَمْ.

''رسول اللہ ﷺ کی احادیث واجب الاتباع ہیں، خواہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 43/4)

۞ نیز فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُحَالِ أَنْ لَّا يَحْصُلَ الشِّفَاءُ وَالْهُدٰى وَالْعِلْمُ وَالْيَقِينُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَلَامِ رَسُولِهٖ، وَيَحْصُلَ مِنْ كَلَامِ هٰؤُلَاءِ الْمُتَحَيِّرِينَ، بَلِ الْوَاجِبُ أَنْ يَّجْعَلَ مَا قَالَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ هُوَ الْأَصْلَ، وَيَتَدَبَّرَ مَعْنَاهُ وَيَعْقِلَهٗ، وَيَعْرِفَ بُرْهَانَهٗ وَدَلِيلَهٗ؛ إِمَّا الْعَقْلِيُّ وَإِمَّا الْخَبَرِيُّ السَّمْعِيُّ، وَيَعْرِفَ دَلَالَتَهٗ عَلٰى هٰذَا وَهٰذَا، وَيَجْعَلَ أَقْوَالَ النَّاسِ الَّتِي تُوَافِقُهٗ وَتُخَالِفُهٗ مُتَشَابِهَةً مُّجْمَلَةً، فَيُقَالُ لِأَصْحَابِهَا : هٰذِهِ الْأَلْفَاظُ تَحْتَمِلُ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ أَرَادُوا بِهَا مَا يُوَافِقُ خَبَرَ الرَّسُولِ قُبِلَ، وَإِنْ أَرَادُوا بِهَا مَا يُخَالِفُهٗ رُدَّ.

''ایسا ممکن نہیں کہ کتاب اللہ اور کلامِ رسول ﷺ سے شفا، ہدایت اور علم ویقین

حاصل نہ ہو اور حیران وسرگرداں لوگوں کی کلام سے ہو جائے، مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ و رسول کے فرمان کو اصل بنائے، اس کے معنی میں غور و فکر کرے، اسے سمجھے، اس کی عقلی، خبری یا سمعی برہان پہچانے، اِس کی دلالت ہر زاویے سے سمجھے اور انسانوں کی بعض آراء وحی کے موافق ہوتی ہیں، بعض مخالف ہوتی ہیں، بعض متشابہہ اور مجمل۔ ان کی آراء میں ان احتمالات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرے، ان کے قائلین کو بتائے کہ آپ کی فلاں بات میں فلاں فلاں احتمال ہیں، اگر ان کی مراد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے موافق ہے تو قبول وگرنہ رد کر دے۔

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص ١٦٧)

سوال: کیا حق اور باطل کے مابین کوئی درمیانہ راستہ بھی ہے، جسے لوگ اختیار کر سکتے ہوں؟

جواب: صرف دو ہی رستے ہیں، حق یا باطل۔ حق کے بعد باطل اور گمراہی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلالُ﴾ (يونس : ٣٢)

''حق کے بعد ضلالت کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟''

حق ایک ہے، دو نہیں۔ شرک و کفر اور بدعت و ضلالت کئی ہیں۔ حق کی پیروی کی جائے گی اور باطل سے اجتناب کیا جائے گا۔

جو لوگ خود کو وحی الٰہی سے بے نیاز کر لیتے ہیں اور اسلاف اُمت کے فہم کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کو اپنی عقل اور خواہش کے تابع کر دیتے ہیں، وہ حق سے

منحرف ہو جاتے ہیں۔

سوال: قبروں پر تعمیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبروں پر صرف مسجد بنانا ہی ناجائز نہیں، بلکہ کسی طرح کی بھی کوئی عمارت یا قبہ بنانا بھی منع ہے۔

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَہٰی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ یُقْعَدَ عَلَیْہِ وَأَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ .

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرما دیا۔''

(صحیح مسلم : ۹۷۰)

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو ہیاج اسدی رحمہ اللہ سے فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِي عَلَیْہِ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّیْتَہٗ .

''کیا میں آپ کو اس کام پر نہ بھیجوں، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا، (وہ کام یہ تھا) کہ ہر مورتی کو مٹا دیں اور ہر بلند قبر کو برابر کر دیں۔''

(صحیح مسلم : ۹۶۹)

❀ اس حدیث کے تحت علامہ شوکانی رحمہ اللہ (1250ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں بیان ہے کہ فاضل وغیر فاضل کا فرق کیے بغیر قبر زیادہ اونچی نہ کرنا مسنون ہے۔ ظاہر ہے قبروں کو مقررہ مقدار سے اونچا کرنا حرام ہے۔

...... قبریں اونچی کرنے کی ممانعت میں سب سے پہلے قبے اور پر رونق مزارات داخل ہیں ۔ یہ قبروں پر مساجد بنانے کے زمرے میں بھی آتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنے والے پرلعنت فرمائی ہے۔ قبریں پختہ بنانے اور ان کی آرائش وزیبائش میں کتنے ہی ایسے مفاسد مضمر ہیں، جن پراسلام روتا ہے۔ ایک مفسدہ جہلا کا وہ اعتقاد ہے، جو کفار کے بتوں بارے اعتقاد سے ملتا جلتا بلکہ اس سے گھمبیر ہے۔ انہوں نے قبروں کو نفع پہنچانے اورنقصان ہٹانے پر قادر سمجھ لیا ہے۔ انہوں نے قبروں کو حاجت روائی کا مرکز اور مقاصد کے حصول کے لیے پناہ گاہ بنالیا ہے۔ جو کچھ بندے اپنے ربّ سے مانگتے ہیں، انہوں نے وہ کچھ قبروں سے مانگنا شروع کر دیا ہے۔ ان کی طرف رختِ سفر باندھنے لگے ہیں، انہیں متبرک سمجھ لیا ہے اور ان سے فریادیں کرنے لگے ہیں۔ الغرض انہوں نے کوئی ایسا کام نہیں چھوڑا جو اہل جاہلیت نے بتوں کے ساتھ کیا تھا، إنّا للّٰه وإنّا إليه راجعون پھر اس قبیح بُرائی اور گندے کفر کے مقابلے میں کوئی عالم و متعلم، امیر و وزیر اور بادشاہ نظر نہیں آتا جو اللہ کے لیے غصے کا اظہار کرے اور دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرے۔ ہمارے پاس ایسی بہت سی یقینی خبریں ہیں کہ ان قبر پرستوں کی اکثریت ایسی ہے کہ اگر اسے اپنے مخالف کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم اُٹھانے کا مطالبہ آئے تو وہ ایسا کر گزرتا ہے، لیکن اگر کہا جائے کہ تُو اپنے شیخ یا اپنے فلاں پیر کی قسم اُٹھا تو ہچکچاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے اور انکار کر کے سچ کا اعتراف کر لیتا ہے۔ یہ واضح دلائل ہیں کہ ان لوگوں کا شرک دو الٰہوں یا تین

الٰہوں کے قائلین سے بڑھ گیا ہے۔اے علمائے دین اور اے مسلمان حکمرانو! کفر سے بڑھ کر اسلام کو نقصان کس چیز سے ہوگا؟ غیر اللہ کی عبادت سے بڑھ کر کون سی چیز اس دین کے لیے ضرر رساں ہے؟ اس سے بڑھ کر مصیبت مسلمانوں کے لئے کیا ہوگی؟ اس واضح شرک سے بڑھ کر کونسی بُرائی کو روکنا واجب ہوگا؟ اگر یہ رونا میں زندوں کے سامنے روتا، تو وہ میری بات سن لیتے، لیکن میں جنہیں پکار رہا ہوں، انمیں زندگی کی رمق باقی نہیں، اگر میں آگ میں پھونکتا، تو وہ بھڑک اٹھتی، لیکن میں تو خاک میں پھونکیں مار رہا ہوں۔''

(نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار : 95/4)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت کچھ وصیتیں فرمائی تھیں۔ ایک وصیت یہ تھی:

لَا تَجْعَلُوا عَلٰى قَبْرِي بِنَاءً .

''میری قبر پر عمارت نہ بنانا۔''

حاضرین نے ان سے پوچھا:

أَوَسَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ : نَعَمْ، مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''کیا آپ نے اس بارے کوئی بات سنی؟ فرمایا: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔''

(مسند الإمام أحمد : 397/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَأَيْتُ مِنَ الْوُلَاةِ مَنْ يَّهْدِمَ بِمَكَّةَ مَا يُبْنٰى فِيْهَا فَلَمْ أَرَ الْفُقَهَاءَ

يَعِيبُونَ ذٰلِكَ .

''میں نے حکمرانوں کو مکہ میں قبروں سے عمارتیں گراتے دیکھا ہے، کوئی فقیہ ان پر اعتراض کرتا نظر نہیں آیا۔''

(کتاب الأمّ : 316/1)

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَحِلُّ أَنْ يُبْنَى الْقَبْرُ، وَلَا أَنْ يُجَصَّصَ، وَلَا أَنْ يُزَادَ عَلٰى تُرَابِهٖ شَيْءٌ، وَيُهْدَمُ كُلُّ ذٰلِكَ .

''قبر پر کوئی عمارت بنانا، اسے پختہ کرنا، اس کی (کھودی ہوئی) مٹی سے زائد مٹی ڈالنا جائز نہیں۔ ان سب چیزوں کو گرادیا جائے گا۔''

(المحلّٰی بالآثار : 33/5)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَلَا فَرْقَ فِي الْبِنَاءِ بَيْنَ أَنْ يَبْنِيَ قُبَّةً أَوْ بَيْتًا أَوْ غَيْرَهُمَا وَيُهْدَمُ هٰذَا الْبِنَاءُ بِلَا خِلَافٍ .

''شوافع کہتے ہیں کہ قبر پر کسی قسم کی عمارت، قبہ یا گھر وغیرہ بنانا برابر ہے، اس کے گرانے پر اجماع ہے۔''

(المجموع شرح المهذّب : 298/5)

۞ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) فرماتے ہیں:

اِتِّخَاذُ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ وَالصَّلَاةُ فِيهَا وَالْبِنَاءُ عَلَيْهَا، إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا تَضَمَّنَتْهُ السُّنَّةُ مِنَ النَّهْيِ عَنْهُ مَمْنُوعٌ لَّا يَجُوزُ .

''قبروں پر مساجد کی تعمیر، ان میں نماز کا اہتمام، ان پر عمارتیں بنانا اور دیگر جن امور کی ممانعت حدیث میں وارد ہوئی ہے، سب ممنوع اور ناجائز ہیں۔''

(تفسير القرطبي : 379/10)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''اسی طرح قبروں پر بنے ہوئے قبوں کو گرادینا ضروری ہے، کیونکہ ان کی بنیاد مخالفت رسول ﷺ پر ہے، آپ ﷺ نے قبروں پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے، نیز بلند قبروں کو گرانے کا حکم دیا ہے، لہٰذا قبروں پر بنے ہوئے قبوں، عمارتوں اور مسجدوں کو گرانا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر لعنت کی ہے اور ان پر تعمیر سے منع کیا ہے، لہٰذا جس کام کے کرنے والے پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی اور اس سے منع فرمایا، اس کو فوری اور جلد ختم کرنا ضروری ہے۔''

(إغاثة اللّهفان : ۳۲۷/۱)

❀ نیز علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے قبروں پر تعمیر کے نقصانات بھی شمار کیے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں؛

① اس سے قبر کے پاس نماز پڑھنے کی راہ ہموار ہوتی ہے، حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

② لوگ وہاں دعا کرتے ہیں، یہ بہت بڑی بدعت ہے۔

③ رسول اللہ ﷺ کی لعنت پڑتی ہے۔

④ اس سے مقبرے آباد اور مساجد ویران ہو جاتی ہیں، حالانکہ دین اس کے

الٹ سبق دیتا ہے۔

⑤ بعض زائرین کے سجدہ کرنے کا سبب بنتا ہے اور یہ بت پرستی ہے۔

⑥ مردے کی نذر و نیاز کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔

⑦ مردے کی عظمت و ہیبت لوگوں کے دلوں میں اللہ سے زیادہ ہوتی ہے۔

⑧ لوگ مردے سے اپنی ضروریات کا سوال اور مصائب سے نجات طلب کرنے لگتے ہیں۔

یہ تمام مفاسد قبروں پر تعمیر کے ہی مرہون منت ہیں۔

(إغاثة اللّهفان : ۱/۳۰۹ـ۳۱۰)

۞ علامہ عینی رحمہ اللہ (855ھ) فرماتے ہیں:

أَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ أَيْ عَلَى الْقَبْرِ لِمَا ذَكَرْنَا، وَلَفْظُ الْبِنَاءِ عَامٌ يَشْمَلُ سَائِرَ أَنْوَاعِ الْبِنَاءِ، فَالْكَرَاهَةُ تَعُمُّ فِي الْجَمِيْعِ .

''جیسے ہم نے ذکر کیا کہ قبر پر عمارت بنانا بھی ممنوع ہے۔ بناء (عمارت) کا لفظ عام ہے اور ہر قسم کی عمارت کو شامل ہے، لہٰذا ہر قسم کی عمارت میں کراہت عام ہے۔'' (شرح أبي داوٗد : 182/6)

۞ علامہ برکوی حنفی رحمہ اللہ (۹۸۱ھ) فرماتے ہیں:

''جو شخص زیارتِ قبور سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اوامر و نواہی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے عمل کا موازنہ آج کے لوگوں سے کرے گا، تو اس قدر بعد پائے گا کہ یہ دونوں کبھی اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہ ان

کے پاس نماز پڑھتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کیا ہے، یہ قبروں پر مسجدیں اور مزار بناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں پر چراغ جلانے سے منع کیا ہے، یہ چراغ اور موم بتیاں جلاتے ہیں اور اس پر رقم خرچ کرتے ہیں، آپ ﷺ نے قبریں برابر کرنے کا حکم دیا ہے، یہ انہیں گھروں کی طرح بلند کرتے ہیں، آپ ﷺ نے پکی قبریں اور ان پر عمارت بنانے سے روکا ہے، یہ انہیں پکا کرتے اور ان پر قبے بنانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے قبروں پر لکھنے سے منع کیا ہے، یہ ان پر قرآن وغیرہ کی لکھی ہوئی تختیاں لگاتے ہیں، آپ ﷺ نے قبروں پر اضافی مٹی ڈالنے سے منع کیا ہے، یہ اضافی مٹی کے ساتھ ساتھ پکی اینٹیں، پتھر اور سیمنٹ بھی لگاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے انہیں میلہ گاہ اور مزار بنانے سے روکا ہے، یہ مخالفت کرتے ہیں۔ حاصل یہ کہ ہر اس بات کی مخالفت کرتے ہیں، جس کا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے یا جس سے روکا ہے، الغرض وہ نبی کریم ﷺ کی لائی شریعت سے دشمنی رکھتے ہیں۔''

(زيارة القبور، ص 15)

تنبیہ:

قبروں کو سنت کے مطابق ایک بالشت کے برابر کرنا، پختہ قبروں کو توڑنا اور قبوں کو گرانا اسلامی ریاست کا کام ہے، یہ کام قبر والے کے قریبی رشتہ دار جیسے بیٹا، بیٹی، بھائی وغیرہ بھی کر سکتے ہیں، مگر کسی دوسرے کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں، کیونکہ اس سے بہت بڑا فساد کھڑا ہو سکتا ہے، جس کی اسلام قطعاً حوصلہ افزائی نہیں کرتا، البتہ لوگوں کو دعوت دینا ضروری

ہے، انہیں پختہ قبروں کے مفاسد بیان کرتے رہنا چاہیے، باقی ہدایت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

سوال: کہانت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: کہانت علم غیب کے دعویٰ کا دوسرا نام ہے، مثلاً پیش آنے والے واقعات کی پہلے ہی خبر دینے کا دعویٰ کرنا کہانت ہے۔

کہانت جھوٹ ہے:

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بسا اوقات کاہن ہمیں کوئی بات بتاتے ہیں، تو وہ سچ ہو جاتی ہے، فرمایا:

تِلْكَ الْكَلِمَةُ الْحَقُّ، يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقْذِفُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، وَيَزِيدُ فِيهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ .

''یہ سچی بات ہوتی ہے، جسے جن چرا لیتا ہے، پھر اپنے دوست کے کان میں پھونکتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملاتا ہے (اور آگے بتاتا ہے)۔''

(صحيح مسلم : ٢٢٢٨)

کہانت کا حکم:

کہانت کفر و شرک ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَتَى كَاهِنًا، أَوْ عَرَّافًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''جو کاہن یا عراف کے پاس گیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے

محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٤٢٩/٢، وسندہٗ صحیحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۸/۱) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ (۱۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

''حدیث کا ظاہر بتا رہا ہے کہ جب وہ جادوگرد کے سچے ہونے کا اعتقاد رکھے گا، تو کافر قرار پائے گا، خواہ وہ شیطانوں کی طرف سے یا الہام سمجھ کر اس کی سچائی کا قائل ہو، خصوصاً نبی کریم ﷺ کے دور میں اکثر کاہن شیطانوں سے ہی مدد لے کر کہانت کرتے تھے۔''

(تیسیر العزیز الحمید، ص ٤٠٩)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ .

''جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندہٗ صحیحٌ)

ایسی بات صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا، لہٰذا یہ مرفوع حکمی ہے۔

❁ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''اکثر کاہن، جن کا شیطانوں سے رابطہ ہوتا ہے، شرک سے اور علم غیب کے

دعویٰ کے لیے غیر اللہ کے تقرب سے بچ نہیں سکتے، لہٰذا یہ اس طرح بھی شرک ہے کہ اس علم میں اللہ کے شریک ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، جو اسی کے ساتھ خاص ہے اور اس طرح بھی کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔''

(القول السّدید، ص ٩٦۔٩٧)

(سوال): طاغوت سے کیا مراد ہے؟

(جواب): بعض اہل علم نے طاغوت کو شیطان قرار دیا ہے، جبکہ بعض جادوگر اور بعض کاہن کو قرار دیتے ہیں، دراصل یہ تمام معانی اس کی کسی نہ کسی قسم کی تفسیر ہیں۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلطَّاغُوتُ : كُلُّ مَا تَجَاوَزَ بِهِ الْعَبْدُ حَدَّهٗ مِنْ مَعْبُودٍ أَوْ مَتْبُوعٍ أَوْ مُطَاعٍ؛ فَطَاغُوتُ كُلِّ قَوْمٍ مَنْ يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهِ غَيْرَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، أَوْ يَعْبُدُونَهٗ مِنْ دُونِ اللّٰهِ، أَوْ يَتْبَعُونَهٗ عَلٰى غَيْرِ بَصِيرَةٍ مِنْ اللّٰهِ، أَوْ يُطِيعُونَهٗ فِيمَا لَا يَعْلَمُونَ أَنَّهٗ طَاعَةٌ لِلّٰهِ؛ فَهٰذِهٖ طَوَاغِيتُ الْعَالَمِ إِذَا تَأَمَّلْتَهَا وَتَأَمَّلْتَ أَحْوَالَ النَّاسِ مَعَهَا رَأَيْت أَكْثَرَهُمْ عَدَلُوا مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ إِلٰى عِبَادَةِ الطَّاغُوتِ، وَعَنِ التَّحَاكُمِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى الرَّسُولِ إِلَى التَّحَاكُمِ إِلَى الطَّاغُوتِ، وَعَنْ طَاعَتِهٖ وَمُتَابَعَةِ رَسُولِهٖ إِلٰى طَاعَةِ الطَّاغُوتِ وَمُتَابَعَتِهٖ .

''طاغوت وہ معبود، متبوع یا مطاع ہے کہ انسان اس کی وجہ سے حد سے تجاوز کر جائے، چنانچہ ہر قوم کا طاغوت وہ ہے، جس کی طرف وہ اللہ و رسول کو چھوڑ کر

اپنا فیصلہ لے جائیں، اللہ کے سوا اس کی عبادت کریں، بغیر دلیل کے اس کی پیروی کریں، بغیر علم کے اس کی اطاعت کریں، یہ دنیا کے طاغوت ہیں، جب آپ ان کے اور لوگوں کے حالات پر غور کریں گے، تو دیکھیں گے کہ اکثر لوگ اللہ کی عبادت سے اعراض کر کے طاغوتوں کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری سے اعراض کر کے طاغوتوں کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں۔''

(إعلام المؤقعين : ١/٥٠)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کی تعظیم واجب ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم ایمان کی بنیاد ہے، اس کے بغیر ایمان کا کوئی اعتبار نہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ تعظیم میں غلو جائز نہیں، یہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی تعلیمات کی مخالفت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ سے محبت اور تعظیم کرتے تھے، مگر وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو نہیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے جو عظمت اور مقام رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا ہے یا خود رسول اللہ ﷺ نے جو مقام اپنا بیان کیا ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے، مگر کمی یا اضافہ جائز نہیں، مثلاً نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک کر دینا یا آپ ﷺ کی کوئی ایسی صفت بیان کرنا، جو اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمائی۔ تو یہ نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی شریعت اور تعلیمات سے انحراف ہے۔

اہل حدیث نہ نبی کریم ﷺ کی شان میں اضافہ کرتے ہیں اور نہ کمی کرتے ہیں، اضافہ کرنے والے کو بھی گمراہ سمجھتے ہیں اور کمی کرنے والے کو بھی۔ یہی میانہ راستہ ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ؛ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوئِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ، وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ قَالُوا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ قَالَ: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

''جو شخص (روز قیامت) ایمان کے ساتھ ساتھ پانچ چیزیں لے کر آیا، وہ جنت میں داخل ہوگا؛ ① پانچوں نمازوں پر محافظت کی اور ان میں وضو، رکوع وسجود اور وقت کی پابندی کا خیال رکھا ② رمضان کے روزے رکھے ③ استطاعت ہو، تو بیت اللہ کا حج کیا ④ خوش دلی سے زکوۃ ادا کی ⑤ امانت ادا کی۔ لوگوں نے پوچھا: ابو درداء! یہ امانت ادا کرنا کیا ہے؟ فرمایا: جنابت کی صورت میں غسل کرنا۔''

(سنن أبي داود: 429)

(جواب): روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔

① قتادہ کا عنعنہ ہے۔ قتادہ کی متابعت ابان بن ابی عیاش ''ضعیف ومتروک'' نے کی ہے۔

② خلید بن عبداللہ کا سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سماع بھی معلوم نہیں۔

❀ شعب الایمان للبیہقی (۲۴۹۷) والی سند بھی ضعیف ہے۔ اس میں حسن

بن علی بن زیاد سری ''مجہول'' ہے۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''اس حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔''

(الضّعفاء الكبير : 123/3)

(سوال): آثار نبویہ کی شبیہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): آثار نبویہ سے تبرک حاصل کرنا حق ہے، مگر تبرک اس طریقہ سے حاصل کیا جائے، جیسے صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین حاصل کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے تبرکات کی شبیہات بنا رکھی ہیں۔ اسی طرح نعلین کریمین کی فرضی اور مصنوعی تصاویر جھنڈیوں کی زینت بنتی ہیں۔

اولاً تو جن نعلین کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے، وہ نسبت ثابت ہی نہیں۔ ثانیاً آثار نبویہ کی فرضی تصاویر اور تشبیہ سے تبرک حاصل کرنا بری بدعت ہے۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین اس سے ناواقف تھے۔ خیر القرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ ایجاد دین اور غلو ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا ہرگز یہ تقاضا نہیں کہ آپ ﷺ کے آثار کی شبیہ بنا لی جائے، اس فرضی تصویر اور شبیہ کی وہی تعظیم وتکریم بجالائی جائے، جو اصلی تبرکات کی بھی جائز نہیں۔ تبرکات کی تصویر بدعت اور منکر ہے۔ یہ شرک تک پہنچنے کا راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ اگر کوئی دلیل کا طلب گار ہو، تو اسے گستاخ کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ان تصاویر اور شبیہات کو مصنوعی اور فرضی کہہ دے، تو اسے طرح طرح کے فتوؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اگر کوئی فرضی تصاویر کو ختم کر دے تو اسے گستاخِ رسول قرار دیا جاتا ہے، بلکہ اس

کے خلاف شور برپا کیا جاتا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے **منسوب** ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ .

''مہدی سوائے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے کوئی نہیں۔''

(سنن ابن ماجه : 4039، المستدرك للحاكم : 8363)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① محمد بن خالد جندی مجہول ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر : 5849)

الطیوریات لابی الطاہر السّلفی (291)، تہذیب الکمال للمزی (149/25) میں ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے، یہ قول ثابت نہیں، اس کے راوی احمد بن محمد بن مومل ابوبکر صوری کی توثیق نہیں مل سکی۔

② حسن بصری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

اسی طرح ائمہ حدیث وسنت نے اس روایت کو قبول نہیں کیا۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّنْكَرٌ .

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(العِلَل المتناهية لابن الجَوزي : 862/2)

❁ حافظ بیہقی (بیان الخطأ: 299) اور ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال: 535/3)

نے اسے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

❀ علامہ صنعانی رحمہ اللہ نے ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(الفوائد المجموعة للشّوكاني، ص 510)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(مِنهاج السّنّة النّبوية : 2/167، 168)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ .

''یہ حدیث باتفاق محدثین ضعیف ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 8/3448)

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) فرماتے ہیں:

قِيلَ : اَلْمَهْدِيُّ هُوَ عِيسٰى فَقَطْ وَهُوَ غَيْرُ صَحِيحٍ لِأَنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَلٰى أَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ عِتْرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا يَجُوزُ حَمْلُهُ عَلٰى عِيسٰى، وَالْحَدِيثُ الَّذِي وَرَدَ فِي أَنَّهُ (لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسٰى) غَيْرُ صَحِيحٍ .

''یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدی صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں، تو یہ بات درست نہیں، کیونکہ صحیح احادیث تواتر کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت سے ہوں گے، ان کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر محمول کرنا جائز نہیں اور جس حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں، وہ ثابت نہیں ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 8/122)